قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

شمارہ: 166 | جلد: 2 | 21 ذوالقعدہ 1441 ہجری قمری | سوموار 13 جولائی 2020ء

فرمانِ رسول ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور اگر خلیفۃ اللہ کو نہ دیکھو تو زمین میں کہیں بھاگ جاؤ خواہ تمہاری موت اس حالت میں ہو کہ تمہیں (جنگلوں میں) درخت کی جڑیں کھا کر گزارا کرنا پڑ رہا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 403)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

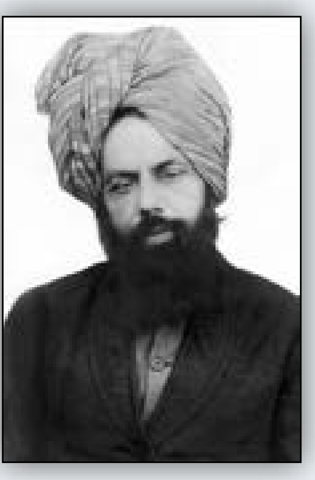

اللہ تعالیٰ کس طرح آپؐ سے بھی تائیدات کا سلوک فرماتا رہا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’یاد رہے پانچ موقعے آنحضرت ﷺ کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجناب درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔ (1) ایک تو وہ موقع تھا جب کفار قریش نے آنحضرت ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔ (2) دوسرا وہ موقع تھا کہ جب کافر لوگ اس غار پر مع ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت ﷺ مع حضرت ابوبکرؓ کے چھپے ہوئے تھے۔ (3) تیسرا وہ نازک موقع تھا جبکہ احد کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپؐ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا اور آپؐ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ (4) چوتھا وہ موقع تھا جبکہ ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا (لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اس سے محفوظ رکھا)۔ (5) پانچواں وہ نہایت خطرناک موقع تھا جبکہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت ﷺ کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ان تمام پُر خطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپ صادق تھے اور خدا آپؐ کے ساتھ تھا۔‘‘

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23۔ صفحہ 264-263 حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’یہ عجیب بات ہے کہ میرے لئے بھی پانچ موقعے ایسے پیش آئے تھے جن میں عزت اور جان نہایت خطرہ میں پڑ گئی تھی۔ (1) اول وہ موقع جبکہ میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلاک نے خون کا مقدمہ کیا تھا۔ (2) دوسرے وہ موقع جبکہ پولیس نے ایک فوجداری مقدمہ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی کچہری میں میرے پر چلایا تھا۔ (3) تیسرے وہ فوجداری مقدمہ جو ایک شخص کرم الدین نام نے بمقام جہلم میرے پر کیا تھا۔ (4) وہ فوجداری مقدمہ جو اسی کرم دین نے گورداسپور میں میرے پر کیا تھا۔ (5) پانچویں جب لیکھرام کے مارے جانے کے وقت میرے گھر کی تلاشی لی گئی اور دشمنوں نے ناخنوں تک زور لگایا تھا تا مَیں قاتل قرار دیا جاؤں۔ مگر وہ تمام مقدمات میں نامراد رہے۔‘‘

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23۔ صفحہ 263۔ حاشیہ در حاشیہ)

ارشادِ باری تعالیٰ

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (یٰسٓ: 31)

ترجمہ: وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

اصولی معیار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں جو مقام حاصل کیا تھا وہ ہر احمدی پر بڑا واضح اور عیاں ہے۔ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت کَافِی کے حوالہ سے ذکر کیا تھا کہ عشق و محبت کے اس اعلیٰ مقام کی وجہ سے جو آپؑ کو آنحضرت ﷺ سے تھا، آپؑ اللہ تعالیٰ کے انتہائی پیارے بن گئے اور آپ کے بے شمار الہامات جن میں عربی، اُردو وغیرہ کے الہامات شامل ہیں، اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض قرآنی آیات کے حصے جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی بتایا تھا آپؑ کو الہاماً بتائے اور جماعت احمدیہ پر طلوع ہونے والا ہر دن اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آپ کے الہامات یقیناً سچے اور آپؑ کا دعویٰ یقیناً سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والا، خاص طور پر نبوت کا جھوٹ منسوب کرنے والا کبھی بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے خود یہ اصول قرآن کریم میں بیان فرما دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی سورۃ الحاقہ کی آیات میں فرماتا ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۔ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ۔ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ (الحاقۃ: 48-45) یعنی اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم ضرور اسے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

پس یہ ایک اصولی معیار ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس معیار کو اپنی سچائی کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’صادق کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک اور نشان بھی قرار دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ اگر تُو مجھ پر تَقَوَّلَ کرے تو مَیں تیرا داہنا ہاتھ پکڑ لوں۔ اللہ تعالیٰ پر تَقَوَّلَ کرنے والا مفتری فلاح نہیں پا سکتا بلکہ ہلاک ہو جاتا ہے اور اب پچیس سال کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ خدا تعالیٰ کی وحی کو مَیں شائع کر رہا ہوں۔ اگر افتراء تھا تو اس تَقَوَّلَ کی پاداش میں ضروری نہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرتا؟ بجائے اس کے کہ وہ مجھے پکڑتا اس نے صدہا نشان میری تائید میں ظاہر کئے اور نصرت پر نصرت مجھے دی۔ کیا مفتریوں کے ساتھ یہی سلوک ہوا کرتا ہے؟ اور دجالوں کو ایسی ہی نصرت ملا کرتی ہے؟ کچھ تو سوچو۔ ایسی نظیر کوئی پیش کرو اور مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہ ملے گی‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 89 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ 30 جنوری 2009ء)

اس شمارہ میں

- فرمانِ خلافت: اصولی معیار
- درس توحید
- خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جولائی 2020ء
- خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرمودہ 19 جون 2020ء

دربارِ خلافت

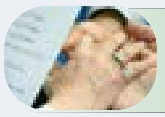

تجسس کرنا بری عادت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

بعض لوگ اس لئے تجسس کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً عمومی زندگی میں لیتے ہیں، دفتروں میں کام کرنے والے، ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ، کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں تا کہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں، ان کے منظور نظر ہو جائیں۔ یا بعضوں کو یونہی بلا وجہ عادت ہوتی ہے، کسی سے بلاوجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔

تو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیز کے لئے، ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لئے، اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔......

بعض لوگ صرف باتوں کا مزا لینے کے لئے ایسی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ شروع میں صرف سن رہے ہوتے ہیں اور ہنسی ٹھٹھے کی باتوں پر ہنس رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ عادت پڑ جاتی ہے، ایسی باتوں کی۔ اور خود بھی ایسی باتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ تو نوجوانوں کو خاص طور پر اس سے بچنا چاہیے۔ شروع میں ہی بچپن سے ہی، اطفال میں بھی اور خدام میں بھی یہ عادت ڈالیں کہ کسی کی برائی نہیں کرنی۔......

الحمد للہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر بہت بڑی تعداد عورتوں کی اس بیماری سے پاک ہوگئی ہے۔ اور اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہیں اور بعض تو دین کی خدمت کے معاملے میں اور اس جذبے میں مردوں سے بھی آگے ہیں لیکن ابھی بھی بعض دیہاتوں میں، بعض شہروں میں بھی جہاں عورتیں نہ دین کی خدمت کر رہی ہیں نہ کوئی اور اُن کو کام ہے، اس غیبت کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

اسی طرح مردوں کی بھی شکایات آتی ہیں۔ مجلسوں میں بیٹھ کر لوگوں کے متعلق بات کر رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسے بھی مرد ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کو نکمے بیٹھنے کی عادت ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کے بیوی بچے بچارے کما کر گھر کا خرچ چلا رہے ہوتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو شرم بھی نہیں آرہی ہوتی۔ بہرحال یہ بیماری چاہے عورتوں میں ہو یا مردوں میں، اس سے بچنا چاہیے۔ نظام جماعت کو بھی چاہیے خدام، لجنہ وغیرہ کو اس بارہ میں فعال ہونا چاہیے کیونکہ یہ بیماری دیہاتی، ان پڑھ اور فارغ عورتوں میں زیادہ ہے۔ اس لئے لجنہ کو خاص طور پر دنیا میں ہر جگہ موثر لائحہ عمل اس کے لئے تجویز کرنا چاہیے۔ پھر ان باتوں کے علاوہ جن کی نشاندہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے یہ بھی بیماری پیدا ہوگئی ہے کہ فارغ وقت میں اسی طرح لوگوں کے گھروں میں بے وقت چلی جاتی ہیں اور اگر کسی غریب نے اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھا ہوا ہے کہ اس طرح اندر گھستی ہیں گھروں میں کہ ان کے کچن تک میں چلی جاتی ہیں۔ کھانوں کی ٹوہ لگاتی ہیں کہ کیا پکا ہے کیا نہیں پکا اور پھر بجائے ہمدردی کے یا ان کی مدد کرنے کے، یا کم از کم ان کے لئے دعا کرنے کے، مجلسوں میں باتیں کی جاتی ہیں کہ پیسے بچاتی ہے، سالن کی جگہ چٹنی بنائی ہوئی ہے یا پھر اتنا تھوڑا سالن ہے، یا فلاں تھا، یہ تھا، وہ تھا، کنجوس ہے یا جو بھی ہے وہ اپنا گھر چلا رہی ہے جس طرح بھی چلا رہی ہے تمہارا کیا کام ہے کہ کسی کے گھر کے اندر گھس کر اس کے عیب تلاش کرو۔ اور پھر جب ایسے سفید پوش لوگوں کے گھروں میں بچیوں کے رشتے آتے ہیں تو پھر ایسی عورتیں Active ہو جاتی ہیں، بڑی فعال ہو جاتی ہیں اور جہاں سے کسی کا رشتہ یا پیغام آیا ہو وہاں پہنچ کر کہتی ہیں کہ ان کے گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں سے تمہیں جہیز بھی نہیں مل سکتا۔ اس لڑکی میں فلاں نقص ہے۔ تو میں تمہیں بتاتی ہوں۔ فلاں جگہ ایک اچھا رشتہ ہے، یہاں نہ کرو۔ وہاں کرو۔ گو جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد انتہائی کم ہے۔ معمولی ہے، پھر بھی فکر کی بات ہے کیونکہ جس معاشرہ میں ہم رہ رہے ہیں وہ ایسا ہی ہے اور یہ معاشرہ بہرحال اثر انداز ہوتا ہے اور یہ باتیں بڑھنے کا خطرہ ہے۔......

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26دسمبر 2003ء)

(برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک میں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے احباب جماعت احمدیہ پھیل چکے ہیں۔ جماعتی پروگراموں میں روایت کے مطابق حضرت مسیح موعود موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام مترنم آواز میں پڑھا جاتا ہے، لیکن اکثر بچے اور نوجوان جو اردو زبان بول چال کی حد تک جانتے ہیں اسے سمجھنے سے محروم رہتے ہیں۔ روزنامہ الفضل آن لائن گاہے گاہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام مع انگریزی ترجمہ شائع کرے گا تا کہ ایسے جماعتی پروگراموں میں بھی ترجمہ پڑھا جاسکے نیز والدین گھروں میں بھی بچوں کو اس روحانی مائدہ کے معانی بھی بتا سکیں۔ ادارہ)

درسِ توحید

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں

سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اُس یار سا نہیں

واحِد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں

سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اُسی کو یارو! بُتوں میں وفا نہیں

اِس جائے پُر عذاب سے کیوں دِل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سرا نہیں

(رسالہ تشحیذ الاذہان ماہ دسمبر 1908ء)

Seek Him Alone O Friends

He watches over you while
You set your heart upon others!
What does He lack which
You seek to find in the idols?

Reflecting upon the sun,
We did not find that light which is His;
When we turned to the moon,
That too was not like the Beloved.

He is the One,has no partner,
And is Imperishable;
All others are prey to death,
He alone is Eternal.

All goodness lie
In loving Him;
Seek Him alone,O friends,
Idols are unfaithful.

Why are you fond
Of this blighted abode?
This place a veritable hell,
Not a garden!
[Tashhidh-ul-Adh-han,December1908]

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10 جولائی 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

بنو قریظہ کی غداری اور خدائی تصرفات کے تحت ان کی سزا کے واقعہ کا تفصیلی بیان

چار مرحومین مکرمہ حاجیہ رقیہ خالد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ گھانا، مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ سلسلہ مرحوم، مکرم علی احمد صاحب ریٹائرڈ معلّم وقف جدید اور مکرمہ رفیقاں بی بی صاحبہ نارووال کا ذکر خیر، ان سمیت بعض دیگر مرحومین کی نماز جنازہ غائب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 10/ جولائی 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا:

جیسا کہ گذشتہ خطبے میں ذکر کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگِ احزاب کے بعد بنو قریظہ کی غداری کی سزا کا خدائی حکم ہوا۔ جنگِ احزاب کے اختتام کے ذیل میں اس غزوے کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ بیس دنوں کے بعد مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ مگر اب بنو قریظہ کا معاملہ طے ہونے والا تھا۔ ان کی غداری ایسی نہ تھی کہ نظر انداز کی جاتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس آتے ہی صحابہ سے فرمایا کہ گھروں پر آرام نہ کرو بلکہ شام سے پہلے بنو قریظہ کے قلعوں تک پہنچ جاؤ اور ساتھ ہی عہد شکنی کی وجہ جاننے کے لیے حضرت علیؓ کو بنو قریظہ کی طرف روانہ فرمایا۔ شرمندہ ہونے اور معافی مانگنے کے بجائے یہود نے حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو برا بھلا کہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتینِ مبارکہ کے متعلق ناپاک کلمات کہے اور ہر قسم کے معاہدے سے انکار کر دیا۔ واپس آ کر حضرت علیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دل آزاری سے بچانے کے خیال سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں ہم لوگ اس لڑائی کے لیے کافی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ گالیاں دے رہے ہیں اور تم نہیں چاہتے کہ میرے کان میں وہ گالیاں پڑیں۔ موسیٰ نبی تو ان کا اپنا تھا اُس کو انہوں نے اِس سے بھی زیادہ تکالیف پہنچائی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہم راہ یہود کے قلعوں پر پہنچے تو وہ قلعہ بند ہو گئے اور مسلمانوں سے لڑائی شروع کر دی۔ کچھ دن کے محاصرے کے بعد یہود نے محسوس کیا کہ وہ لمبا مقابلہ نہیں کر سکتے چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی کہ اوس قبیلے کے سردار اور اُن کے دوست ابولبابہ کو مشورے کے لیے ان کے پاس بھجوایا جائے۔ جب ابولبابہ سے بنو قریظہ نے اس امر پر مشورہ طلب کیا کہ کیا یہود کو اپنا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دینا چاہیے یا نہیں تو ابولبابہ نے زبان سے تو اثبات میں جواب دیا لیکن ہاتھ کے اشارے سے گردن پر ہاتھ پھیر کر قتل کی علامت ظاہر کی۔ گو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت تک اپنا فیصلہ ظاہر نہیں فرمایا تھا لیکن یہود کے جرائم کے پیشِ نظر ابولبابہ کا یہی خیال تھا کہ ان سنگین جرائم کی سزا قتل کے سوا کیا ہوسکتی ہے۔ اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ مان لیتے تو انہیں بھی مدینے کے دوسرے قبائل کی طرح زیادہ سے زیادہ جلاوطنی کی سزا دی جاتی لیکن یہود نے اس کے برعکس فیصلے کا حق اپنے حلیف قبیلے اوس کے سردار سعد بن معاذؓ کے سپرد کر دیا۔ اس پر بنو قریظہ میں اختلاف ہوگیا اور بعض اکّا دکّا افراد نے معاہدے کی خلاف ورزی کے سبب جزیہ ادا کرنے یا مسلمان ہونے پر اصرار کیا تاہم بحیثیت قوم یہود اپنی ضد پر قائم رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے مطالبے کو مان لیا اور سعدؓ بن معاذ کو فیصلہ کرنے کے لیے بلوالیا گیا۔ سعدؓ نے بنو قریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے اپنی قوم سے وعدہ لیا کہ وہ سعدؓ کا فیصلہ قبول کرے گی۔ پھر یہود سے وعدہ لیا اور اس کے بعد نیچی نظروں کے ساتھ اس طرف اشارہ کیا جس طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور دریافت کیا کہ کیا اِدھر بیٹھے ہوئے لوگ بھی وعدہ کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا ہاں۔

تینوں فریقوں سے وعدہ لینے کے بعد سعدؓ نے مغلوب اقوام کی نسبت بائبل کے حکم کی روشنی میں یہ فیصلہ فرمایا کہ بنو قریظہ کے مقاتل یعنی جنگ جُو لوگ قتل کیے جائیں۔ ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور اُن کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیے جائیں۔

اس فیصلے سے ظاہر ہے کہ اگر یہود جیت جاتے تو بلا تفریق صنف تمام مسلمان قتل کر دیے جاتے یا اگر اُن سے بڑی سے بڑی رعایت برتی جاتی تو بھی کتاب استثناء کے فیصلے کے مطابق ان کے تمام مرد قتل کر دیے جاتے اور عورتیں، لڑکے اور سامان لوٹ لیا جاتا۔

اس فیصلے کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمانوں پر نہیں بلکہ موسیٰؑ، تورات اور خود یہودیوں پر ہے جنہوں نے غیر اقوام کے ساتھ ہزاروں برس اسی طرح معاملہ کیا تھا۔ آج عیسائی دنیا شور مچاتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ کیا عیسائی مصنف اس بات کو نہیں دیکھتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے موقعے پر کیوں ظلم نہ کیا۔ سینکڑوں دفعہ دشمن نے اپنے آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم پر چھوڑا اور ہر بار آپؐ نے انہیں معاف فرمایا۔ یہ ایک ہی موقع ہے جب دشمن نے اصرار کیا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو نہیں مانیں گے۔ پھر فیصلہ سنائے جانے سے قبل آپؐ سے وعدہ لیا گیا تھا کہ آپؐ اس فیصلے کو قبول کریں گے۔ ایسے میں اگر کسی نے ظلم کیا ہے تو وہ خود یہود ہیں کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

حضورِ انور نے اس واقعے کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی بیان فرمودہ تفاصیل بھی پیش فرمائیں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنو قریظہ کی بدعہدی، غداری، بغاوت، فتنہ و فساد اور قتل و خوں ریزی کی وجہ سے خدائی عدالت سے یہ فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ ان جنگ جُو لوگوں کو دنیا سے مٹا دیا جاوے۔ مگر خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ اس کے رسول کے ذریعے یہ فیصلہ جاری ہو اس لیے اُس نے نہایت پیچ در پیچ غیبی تصرفات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملے سے بالکل الگ رکھا اور سعد بن معاذ کے ذریعے اس فیصلے کا اعلان فرمایا۔

فیصلہ سماعت فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ دونوں گروہوں کو دو الگ الگ مکانوں میں ٹھہرایا گیا اور اُن کے کھانے کے لیے ڈھیروں ڈھیر پھل مہیا کیا گیا۔ دوسرے دن صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مستعد آدمی سعدؓ بن معاذ کے فیصلے کے اجرا کے لیے مقرر فرمائے اور خود بھی قریب ہی ایک جگہ تشریف فرما ہو گئے۔

سعدؓ کے فیصلے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اس عمل سے صرف اس قدر تھا کہ اپنی حکومت کے نظام کے تحت آپؐ اس فیصلے کو بصورت احسن جاری فرما دیں۔ پس آپؐ نے رحمت و شفقت کا بہترین نمونہ دکھاتے ہوئے فیصلے کے اجرا سے قبل بنو قریظہ کے قیام کے لیے بہتر سے بہتر انتظام فرمایا۔ پھر جب سعدؓ کا فیصلہ جاری کیا جانے لگا تو آپؐ نے ایسے رنگ میں اسے جاری کیا کہ وہ مجرموں کے لیے کم سے کم موجبِ تکلیف تھا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ ایک مجرم کے قتل کے وقت کوئی دوسرا مجرم موجود نہ ہو۔ چنانچہ تاریخ میں لکھا ہے کہ جب مجرموں میں سے کسی کو مقتل میں لایا جاتا تو عین قتل گاہ میں پہنچنے تک اس مجرم کو عِلم نہیں ہوتا تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جس شخص کے متعلق آپؐ کے سامنے رحم کی اپیل پیش ہوئی آپؐ نے اسے قبول کر لیا۔ ایسے افراد کی جان بخشی کے ساتھ اُن کے اموال و نفوس بھی انہیں لوٹا دیے۔

غیر مسلم محققین نے اس واقعے میں مقتولین کی تعداد سو سے لے کر ہزار تک بیان کی ہے جبکہ ہمارے ایک محقق کے مطابق یہ تعداد سولہ سترہ بنتی ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ معیّن تعداد کیونکہ مذکور نہیں اس لیے ابھی بھی یہ تحقیق طلب چیز ہے۔

اس واقعے سے متعلق جملہ تفاصیل پیش کرنے کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ کے ذکر کا کچھ حصّہ باقی رہ گیا ہے جو ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

خطبے کے دوسرے حصّے میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چار مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

پہلا ذکر مکرمہ حاجیہ رقیہ خالد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ غانا کا تھا۔ آپ 30/ جون کو 65 برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، خلافت سے بڑا تعلق رکھنے والی، تہجد گزار موصیہ خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے، ایک بیٹی اور چار پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

دوسرا ذکرِ خیر مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم سابق مبلغ سلسلہ افریقہ، انگلستان اور امریکہ کا تھا۔ آپ 27/ جون کو 93 برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ بے شمار خوبیوں کی مالک، دعا گو اور خلافت سے بے لوث محبت رکھنے والی خاتون تھیں۔ پسماندگان میں مکرم شیخ صاحب مرحوم کی سابقہ اہلیہ سے ایک بیٹی کے علاوہ آپ کی اپنی اولاد میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

تیسرا ذکرِ خیر مکرم علی احمد صاحب ریٹائرڈ معلّم وقفِ جدید کا تھا۔ آپ 18/ جون کو 86 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

چوتھا جنازہ مکرمہ رفیقاں بی بی صاحبہ اہلیہ بشیر احمد ڈوگر صاحب ایدھی پور ضلع نارووال کا تھا۔ آپ 22/ مئی کو وفات پا گئی تھیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے پسماندگان میں چھ بیٹے، ایک بیٹی اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے فرمایا کہ آج اُن لوگوں کو بھی نمازِ جنازہ میں شامل کروں گا جن کا گذشتہ خطبات میں ذکر کر چکا ہوں۔ ان میں ناصر سعید صاحب، غلام مصطفیٰ صاحب، ڈاکٹر نقی الدین صاحب اسلام آباد، ذوالفقار صاحب مربی سلسلہ انڈونیشیا شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19 جون 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

ابتدائی صحابہ کی قربانیاں بہت زیادہ تھیں ان کا مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا

عشرہ مبشرہ میں شامل آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

گذشتہ خطبے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ذکر ہو رہا تھا اور اس کا کچھ حصہ رہ گیا تھا جو آج مَیں بیان کروں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے اُمَیَّہ بن خَلَف کے ساتھ پرانے دوستانہ تعلقات تھے۔ اس کی بابت ایک تفصیلی واقعہ صحیح بخاری میں بیان ہوا ہے جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے امیہ بن خلف کو خط لکھا کہ وہ مکے میں میرے مال اور جائیداد کی حفاظت کرے اور مَیں اس کے مال و اسباب کی مدینہ میں حفاظت کروں گا۔ جب مَیں نے اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو امیہ نے کہا کہ مَیں عبدالرحمٰن کو نہیں جانتا۔ تم مجھے اپنا وہ نام بتاؤ، وہ نام لکھو جو جاہلیت میں تھا۔ کہتے ہیں کہ اس پر مَیں نے اپنا نام عبدِ عمرو لکھا۔ جب وہ بدر کی جنگ میں تھا تو مَیں ایک پہاڑی کی طرف نکل گیا جبکہ لوگ سو چکے تھے تا مَیں اس کی حفاظت کروں تو بلالؓ نے اسے کہیں دیکھ لیا چنانچہ حضرت بلالؓ گئے اور انصار کی ایک مجلس میں کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ امیہ بن خلف ہے۔ اگر یہ بچ نکلا تو میری خیر نہیں۔ اس پر حضرت بلالؓ کے کچھ لوگ ہمارے یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور امیہ بن خَلَف کے تعاقب میں نکلے کیونکہ یہ اس کو بچانے کے لیے نکلے تھے، پناہ میں لینے کے لیے نکلے تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں ڈرا کہ وہ ہمیں پالیں گے۔ ہمیں پکڑ لیں گے اس لیے مَیں نے اس کے بیٹے کو اس کی خاطر پیچھے چھوڑ دیا کہ وہ اس کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہو جائیں یعنی بیٹے کے ساتھ وہ مسلمان لوگ جو پیچھے آ رہے تھے لڑائی میں مشغول ہو جائیں اور ہم ذرا آگے نکل جائیں۔ مَیں ان کو محفوظ جگہ پر لے جاؤں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ اس کے بیٹے کو ان لوگوں نے مار ڈالا۔ پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے میرا داؤ کارگر نہ ہونے دیا اور ہمارا پیچھا کیا۔ امیہ چونکہ بھاری بھرکم آدمی تھا اس لیے جلدی ادھر ادھر نہ ہو سکا۔ آخر جب انہوں نے ہمیں پالیا تو مَیں نے اسے کہا بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ گیا۔ مَیں نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا کہ اسے بچاؤں تو انہوں نے میرے نیچے سے اس کے بدن میں تلواریں گھونپیں یہاں تک کہ اسے مار ڈالا۔ ان میں سے ایک کی تلوار سے میرے پاؤں پر بھی زخم آ گیا۔

(صحیح البخاری کتاب الوکالۃ باب اذا وکل المسلم حربیا فی دار الحرب حدیث ۲۳۰۱)

تاریخ طبری میں اس کی مزید تفصیل یوں بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ مکّے میں امیہ بن خلف میرا دوست تھا۔ اس وقت میرا نام عبدعمرو تھا۔ مکّہ ہی میں جب مَیں اسلام لایا تو میرا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ اس کے بعد وہیں جب کبھی وہ مجھ سے ملتا تو کہتا اے عبدعمرو! کیا تم اپنے باپ کے رکھے ہوئے نام سے اعراض کرتے ہو؟ مَیں کہتا ہاں۔ اس پر وہ کہتا مگر مَیں رحمٰن کو نہیں جانتا۔ مناسب یہ ہے کہ کوئی اَور نام تجویز کرو اس سے مَیں تمہیں مخاطب کروں گا کیونکہ اپنے سابق نام پر تم مجھے جواب نہیں دیتے اور جس بات سے مَیں ناواقف ہوں اس کے نام کے ساتھ مَیں تمہیں نہیں پکاروں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ جب وہ مجھے 'اے عبدعمرو!' کہہ کر پکارتا تو مَیں اسے جواب نہیں دیتا تھا۔ مَیں نے کہا کہ اے ابوعلی! اس کے متعلق تم جو چاہو مقرر کر دو۔ یہ جو ہے یہ پرانا نام ہے تو مَیں اس کا جواب نہیں دوں گا۔ اس نے کہا اچھا تمہارا نام عبدِالٰہ بہتر ہوگا۔ مَیں نے کہا اچھا۔ چنانچہ اس کے بعد جب مَیں اور وہ ملتے تو وہ مجھے عبدِالٰہ کے نام سے پکارتا۔ مَیں اسے جواب دیتا اور اس سے باتیں کرتا یہاں تک کہ بدر کا دن آ گیا۔ مَیں امیہ کے پاس سے گزرا۔ وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔ میرے پاس کئی زرہیں تھیں جنہیں مَیں نے حاصل کیا تھا۔ مَیں ان کو لیے جا رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر آواز دی کہ اے عبدعمرو! مَیں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب اس نے کہا اے عبدِالٰہ! مَیں نے کہا ہاں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کیا مَیں تمہارے لیے ان زِرہوں سے جن کو تم لیے جا رہے ہو زیادہ بہتر نہیں ہوں؟ مَیں نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو آ جاؤ۔ مَیں نے زِرہیں وہاں پھینک دیں یعنی اسے پناہ دینے کے لیے اور اس کا اور اس کے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ کہنے لگا آج کے جیسا دن میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ جیسا کہ آج دن گزرا ہے مَیں نے کبھی نہیں دیکھا۔ بہرحال وہ کہتے ہیں کہ مَیں ان دونوں کو ساتھ لے کر چل دیا۔ مَیں باپ بیٹے کے بیچ میں ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ امیہ نے مجھ سے پوچھا کہ اے عبدِالٰہ! تم میں وہ کون ہے جس کے سینے پر شترمرغ کا پَر بطور نشان آویزاں تھا۔ مَیں نے کہا وہ حمزہ بن عبدالمطلبؓ ہے۔ اس نے کہا ہماری یہ حالت اسی کی بدولت ہے۔ یہ جو ہمارا بُرا حال ہوا ہے اس کی بدولت ہے۔ بہرحال کہتے ہیں مَیں ان کو لیے چلا جا رہا تھا کہ بلالؓ نے اسے میرے ہمراہ دیکھ لیا۔ یہ امیہ مکّے میں حضرت بلالؓ کو اذیتیں دیتا تھا تا کہ وہ اسلام ترک کر دیں۔ وہ ان کو مکے کی صاف چٹان پر جب وہ دھوپ سے خوب تپ جاتی لے جاتا اور اس پر ان کو پیٹھ کے بل لٹا دیتا۔ پھر ایک بڑے پتھر کے متعلق حکم دیتا جس پر وہ پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا جاتا اور پھر کہتا کہ جب تک تو محمدؐ کے دین کو ترک نہیں کرے گا تجھے سزا ملتی رہے گی مگر باوجود اس عذاب کے بلال یہی کہتے 'اَحد، اَحد'۔ یعنی وہ ایک ہے، وہ ایک ہے۔ اس لیے اب جب اس کی نظر اس پر پڑی یعنی حضرت بلالؓ کی امیہ پر جب نظر پڑی تو کہنے لگے کہ امیہ بن خَلَف کفر کا سرغنہ ہے۔ مَیں نجات نہ پاؤں اگر یہ بچ جائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اے بلال! یہ دونوں میرے قیدی ہیں۔ بلالؓ نے پھر کہا مَیں نجات نہ پاؤں اگر یہ بچ جائے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت بلالؓ سے کہا اے ابن سَوداء! تم سنتے ہو۔ بلال نے پھر کہا میں نجات نہ پاؤں اگر یہ بچ جائے۔ پھر حضرت بلالؓ نے نہایت زور سے چِلّا کر کہا اے اللہ کے انصار! یہ کفار کا سرغنہ امیہ بن خلف ہے۔ میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائے۔ ان کی اس آواز پر لوگوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا اور قید سا کر لیا۔ میں اسے بچانے لگا۔ ایک شخص نے اس کے بیٹے پر تلوار ماری اور وہ گر پڑا۔ اس وقت امیہ نے اس زور سے چیخ ماری کہ میں نے اس جیسی کبھی نہیں سنی۔ میں نے کہا بھاگ جاؤ مگر بھاگ نہیں سکتے۔ اللہ کی قسم! مَیں تیرے کسی کام نہیں آ سکتا۔ اتنے میں حملہ آوروں نے ان دونوں پر اپنی تلواروں سے حملہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں کا کام تمام کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بلالؓ پر رحم کرے۔ میری زرہیں بھی گئیں اور قیدی کو انہوں نے زبردستی مجھ سے چھین لیا۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۵ باب ذکر وقعۃ بدر الکبریٰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۷ء)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جنگِ اُحُد میں بھی شامل ہوئے۔ غزوہ احد کے دن جب لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۹۵ عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

غزوۂ احد کے دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اکیس زخم آئے اور پاؤں میں ایسا زخم آیا کہ آپؓ لنگڑا کر چلتے تھے اور سامنے کے دو دانت بھی شہید ہوئے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء ۳ صفحہ ۴۷۶ عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ شعبان چھ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی قیادت میں سات سو آدمیوں کو دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کی طرف بھیجا۔ اپنے دست مبارک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کا عمامہ ان کے سر پر باندھا جس کا شملہ ان کے کندھوں کے درمیان رکھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا ابو محمد! مجھے دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کی طرف سے تشویش ناک خبریں آ رہی ہیں۔ وہاں مدینے پر حملہ کرنے کے لیے لشکر جمع ہو رہا ہے۔ تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے ادھر روانہ ہو جاؤ۔ سات سو مجاہد تمہارے ساتھ جائیں گے۔ دُوْمَۃُ الْجَنْدَل پہنچ کر وہاں کے سردار اور اس کے قبیلہ کلب کو پہلے اسلام کی دعوت دینا لیکن اگر لڑائی کی نوبت آئے تو دیکھنا کسی کو دھوکا نہ دینا۔ خیانت اور بدعہدی نہ کرنا۔ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا اور خدا کے باغیوں سے دنیا کو پاک کر دینا۔ ان احتیاطوں کے ساتھ پھر جنگ کی اجازت ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دُوْمَہ پہنچ کر ان کو تین دن تک اسلام کی دعوت دی۔ وہ تین دن تک انکار کرتے رہے۔ پھر اَصْبَغْ بِنْ عَمْرو کَلْبِی جو عیسائی تھا اور ان کا سردار تھا اس نے اسلام قبول کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا حال لکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس سردار کی بیٹی تُمَاضِرْ سے شادی کر لو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اس سے شادی کی اور اس کے ہمراہ مدینہ واپس آئے۔ تُمَاضِرْ بعد میں اُمِّ اَبُوسَلَمَہ کہلائیں۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 106) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۹۶ عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت) (عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 875 البدر پبلیکیشنز لاہور)

عمر بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ چودہ ہجری میں جنگ جِسر کے موقعے پر حضرت عمرؓ کو جب حضرت اَبُو عُبَید بن مسعودؓ کی شہادت کی اطلاع ملی۔ یہ جو جنگِ جسر ہے پہلے بھی یہ بیان ہو چکا ہے۔ فارسیوں کے ایک ہاتھی نے ان کو کچل دیا تھا۔ بہرحال جب اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ اہل فارس نے آلِ کسریٰ میں سے ایک شخص کو تلاش کر کے اپنا بادشاہ بنایا ہے تو آپؓ نے مہاجرین اور انصار کو دعوتِ جہاد دی اور مدینہ سے روانہ ہو کر صِرَارْ مقام پر قیام کیا۔ صِرار مدینہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ یہ مدینے سے تین میل کے فاصلے پر عراق کے راستے پر واقع ایک جگہ ہے۔ بہرحال وہاں آپؓ نے قیام کیا اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو آگے روانہ کیا تا کہ وہ اَعْوَصْ پہنچ جائیں۔ آپؓ نے مَیْمَنَہ یعنی فوج کا جو دایاں بازو تھا اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اور مَیْسَرَہ جو فوج کا بایاں بازو تھا اس پر زُبیر بن عوامؓ کو مقرر فرمایا اور حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا قائمقام مقرر کر آئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ سب نے آپؓ کو فارس جانے کا مشورہ دیا۔ یہ قافلہ جب روانہ ہوا تھا تو صِرار آنے تک حضرت عمرؓ نے کسی سے مشورہ نہیں کیا تھا۔ یہاں پہنچ کر آپؓ نے مشورہ کیا۔ حضرت طلحہؓ واپس آئے تو وہ بھی ان لوگوں کے ہم خیال تھے۔ پہلے حضرت طلحہؓ وہاں نہیں تھے۔ جب واپس آئے تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے آگے جانا چاہیے۔ مگر حضرت عبدالرحمٰنؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپؓ کو جانے سے روکا اور روکنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ آج سے پہلے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر اپنے ماں باپ کو قربان نہیں کیا اور نہ اس کے بعد کبھی ایسا کروں گا مگر آج کہتا ہوں کہ اے وہ کہ جس پر میرے ماں باپ فدا ہوں اس معاملے کا آخری فیصلہ آپؓ مجھ پر چھوڑ دیں۔ حضرت عمرؓ جو اس وقت خلیفہ تھے آپؓ نے ان کو یہ جواب دیا۔ آپؓ وہاں یعنی صِرَار کے مقام پر رک جائیں اور ایک بڑے لشکر کو روانہ فرمادیں۔ شروع سے لے کر اب تک آپؓ دیکھ چکے ہیں کہ آپؓ کے لشکروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ رہا ہے۔ اگر آپؓ کی فوج نے شکست کھائی تو وہ آپ کی شکست کی مانند نہ ہو گی۔ انہوں نے کہا جواز پیش کیا کہ اگر ابتدا میں آپؓ قتل ہو گئے یا شکست کھا گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ پھر مسلمان کبھی تکبیر نہیں پڑھ سکیں گے اور نہ ہی لا الہ الا اللّٰہ کی شہادت دے سکیں گے۔ اس وقت جب یہ ساری باتیں ہو رہی تھیں تو حضرت عمرؓ کسی شخص کی تلاش میں تھے جس کو فوج کا کمانڈر بنا کر بھیجا جائے۔ اسی دوران ان کی خدمت میں، حضرت عمرؓ کی خدمت میں حضرت سعدؓ کا خط آیا۔ حضرت سعدؓ اس وقت نجد کے صدقات پر مامور تھے۔ حضرت عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی باتیں سن کے فرمایا اچھا پھر مجھے کوئی آدمی بتلاؤ کس کو بنایا جائے؟ کس کے سپرد کیا جائے؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ آدمی تو آپ کو مل گیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کون ہے؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کچھار کا شیر سعد بن مالکؓ۔ یعنی یہ بہت بہادر انسان ہے۔ بڑا اچھا کمانڈر ہے۔ اس کو کمانڈر بنا کے بھیجیں۔ باقی لوگوں نے بھی اس مشورے کی تائید کی۔ یہ بھی تاریخ طبری کا حوالہ ہے۔

(تاریخ الطبری جزء ۳ صفحہ ۳۸۱-۳۸۲ باب ذکر امر القادسیۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۷ء)

(الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۸۷ سنۃ ۱۳ ذکر وقعۃ قس الناطف مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۳ء)

(فرہنگ سیرت از سید فضل الرحمٰن صفحہ 172 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں مختلف قبیلوں اور صحابہ کو رہائش کے لیے جگہ عطا کی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے قبیلے کو مسجد نبویؐ کے عقب میں کھجوروں کے ایک جھنڈ میں رہائش کے لیے زمین عطا کی۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عمرؓ کو بطور جاگیر بھی زمین عطا فرمائی۔ آلِ عمر سے یہ جاگیر پھر حضرت زبیرؓ نے خرید لی۔ حضرت عمرؓ کی اولاد سے پھر یہ جاگیر حضرت زبیرؓ نے خرید لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے وعدہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب مسلمانوں کے ہاتھ پر شام فتح کرے گا تو تمہارے لیے فلاں حصہ زمین ہو گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جب ملکِ شام میں اسلام کو فتوحات ملیں تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ان کی زمین دی گئی۔ اس علاقے کا نام سَلِیْل تھا جہاں انہیں زمین دینے کا وعدہ دیا گیا تھا۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 105-106)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو یہ سعادت بھی ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ چنانچہ حضرت مُغِیرہؓ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے۔ حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے فجر کی نماز سے پہلے تشریف لے گئے۔ میں نے آپؐ کے ساتھ پانی کا مشکیزہ اٹھایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف واپس آئے جہاں میں فاصلے پہ کھڑا تھا تو میں مشکیزے سے آپؐ کے ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا اور آپؐ نے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے۔ پھر آپؐ نے اپنا چہرۂ مبارک دھویا۔ پھر آپؐ اپنے بازوؤں کو اپنے جبے سے باہر نکالنے لگے لیکن جبہ کی آستینیں تنگ تھیں اس لیے اپنے ہاتھ جبے کے اندر داخل کیے اور اپنے بازوؤں کو جبے کے نیچے سے نکال کر کہنیوں تک دھوئے۔ پھر آپؐ نے اپنے موزوں پر مسح کر کے ان کو صاف کیا۔ پھر آگے چل پڑے۔ مغیرہؓ کہتے ہیں میں بھی آپؐ کے ساتھ آگے چلا یہاں تک کہ ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو آگے کر چکے تھے اور وہ ان کو نماز پڑھا رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو میں سے ایک رکعت پائی یعنی اس وقت تک فجر کی نماز کی ایک رکعت ہو چکی تھی۔ دوسری رکعت تھی صف میں کھڑے ہو گئے اور آپؐ نے دوسری رکعت لوگوں کے ساتھ پڑھی۔ جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے سلام پھیرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ دوسری رکعت جو رہ گئی تھی پوری کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو اس بات نے مسلمانوں میں گھبراہٹ پیدا کر دی اور بکثرت تسبیح کرنے لگے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز ختم کر لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم نے ٹھیک کیا یا یہ کہا کہ اچھا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اپنے وقت پر ادا کرنے کی وجہ سے ان پر رشک کا اظہار کیا کہ بہت اچھا کیا۔ حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ جب ہم پہنچے تھے تو اس وقت میں نے ارادہ کیا تھا کہ حضرت عبدالرحمٰن کو پیچھے کر دوں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہنے دو۔ ان کو نماز پڑھانے دو۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی اپنی زندگی میں امت کے کسی نیک آدمی کے پیچھے نماز ضرور پڑھتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بھم اذا تاخر الامام حدیث ۲۷۴)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۹۵ من بنی زھرۃ بن کلاب دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

ایک اَور بڑا اعزاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بخشا۔ نہ صرف یہ کہا کہ بڑا اچھا ہے، نماز پڑھائی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ نبی کا، میرا تمہارے پیچھے نماز پڑھنا اس بات کی بھی تصدیق ہے کہ تم نیک آدمی ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ظہر سے پہلے لمبی نماز پڑھا کرتے تھے یعنی نفل پڑھا کرتے تھے۔ جب اذان سنتے تو فوراً نماز کے لیے تشریف لے آتے۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 107)

ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا عبدالرحمٰنؓ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں اور یہ دعا کر رہے ہیں کہ 'اللہ! مجھے نفس کے بخل سے بچائیو۔'

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 110)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ جس سال حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب ہوئے اس سال آپؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو امیر حج مقرر کیا تھا۔

(تاریخ الطبری جلد ۳ صفحہ ۳۷۹-۳۸۰ باب ذکر ابتداء امر القادسیہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۷ء)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جوؤں کی کثرت کی شکایت لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ مجھے اجازت فرمائیں گے کہ میں ریشمی لباس پہن لوں۔ اس وقت کسی وجہ سے جوئیں پیدا ہو گئیں۔ سر میں شاید پیدا ہو گئی ہوں گی۔ عام جو سادہ کاٹن کا لباس ہے اس میں ختم نہیں ہو رہی تھیں تو اس وقت آپؓ نے اجازت لی کہ ریشمی لباس پہن لوں۔ اس سے ذرا بچت ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت عطا فرما دی کہ ٹھیک ہے پہن لیا کرو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ وفات پا گئے اور حضرت عمرؓ خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اپنے بیٹے ابوسلمہ کے ساتھ حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ ابوسلمہ نے ریشمی قمیض پہن رکھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ کیا پہن رکھا ہے؟ پھر انہوں نے یعنی حضرت عمرؓ نے ابوسلمہ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر قمیض پھاڑ دی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت عنایت فرمائی تھی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اس لیے اجازت عطا فرمائی تھی کہ آپؓ نے ان کے حضور جوؤں کی شکایت کی تھی۔ یہ اجازت آپؓ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۹۶ عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

سعد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک چادر پہنا کرتے تھے یا کسی وقت ایک چادر پہنی ہوئی تھی جس کی قیمت چار یا پانچ سو درہم تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۹۷ عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

یعنی ایسے حالات تھے کہ انتہائی قیمتی لباس بھی پہنتے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل دیکھیں کہ جب ہجرت کی تو کچھ بھی پاس نہیں تھا لیکن اس کے بعد قیمتی ترین لباس بھی پہنا اور بے شمار جائیداد بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پیدا کر دی۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے مرض الموت کے وقت حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ جب آپؓ نے

اس کا ارادہ کیا تھا اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلایا اور ان سے کہا کہ بتاؤ عمرؓ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اے خلیفۂ رسولؐ! وہ اَوروں کی بنسبت آپؓ کی رائے سے بھی افضل ہیں مگر ان کے مزاج میں ذرا شدّت ہے۔حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ شدّت اس وجہ سے تھی کہ وہ مجھ کو نرم دیکھتے تھے۔ میں بہت نرم تھا اس لیے وہ ذرا شدّت دکھاتے تھے تا کہ معاملہ balanced رہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جب معاملہ ان کے سپرد ہو گا تو اس قسم کی اکثر باتیں وہ چھوڑ دیں گے۔ پھر اس میں شدّت نہیں دیکھو گے۔ پھر فرمایا اے ابومحمد! مَیں نے ان کو بغور دیکھا ہے کہ جس وقت کسی شخص پر کسی معاملے میں مَیں غضبناک ہوتا تھا یعنی حضرت ابوبکرؓ فرما رہے ہیں جب مجھے کسی بات پر غصہ آتا تھا تو عمر مجھ کو اسی پر راضی ہونے کا مشورہ دیتے تھے۔ اس وقت حضرت عمرؓ کا مشورہ نرمی کا ہوتا تھا۔ اور جب کبھی میں کسی پر نرم ہوتا تھا تو مجھ کو اس پر سختی کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اے ابومحمد! یہ باتیں جو مَیں نے تم سے کہی ہیں تم ان کا کسی اَور سے ذکر نہ کرنا۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اچھا۔

(تاریخ الطبری جلد ۳ ذکر استخلافہ عمر بن خطاب صفحہ ۳۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۷ء)

فتح مکہ کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اطراف میں کچھ وفود بھیجے تو حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنو جَذِیمَہ کی طرف بھیجا۔ بنو جَذِیمَہ نے جاہلیت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے والد عوف اور حضرت خالد کے چچا فاکِہ بن مغیرہ کا قتل کیا تھا۔حضرت خالد سے وہاں غلطی سے اس قبیلے کے ایک شخص کا قتل ہو گیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کا علم ہوا تو آپؐ نے ناپسند کیا۔ آپؐ نے اس کی دیت بھی ادا کی اور جو کچھ حضرت خالدؓ نے ان سے لیا تھا اس کی قیمت ادا کر دی۔عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو حضرت خالدؓ کے اس فعل کا علم ہوا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت خالدؓ کو کہا کہ تم نے اس کو اس لیے قتل کیا کہ انہوں نے تمہارے چچا کو قتل کیا تھا؟ حضرت خالدؓ نے جواب میں سختی سے کہا کہ انہوں نے تمہارے باپ کو بھی قتل کیا تھا۔حضرت خالدؓ نے مزید کہا تم جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے تو تم ان دنوں کو بہت لمبا کرنا چاہتے ہو یعنی ان سے تم بڑا فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔یعنی کہ تم ابتدائی ایمان لانے والوں میں سے ہو اس لیے بڑا اعزاز سمجھتے ہو۔ اس وجہ سے مجھے یہ بات کہہ رہے ہو۔ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی کیونکہ حضرت خالدؓ نے ذرا غصے اور ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا میرے اصحاب کو چھوڑ دو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کرے تو ان کے معمولی خرچ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ان لوگوں کا یہ بہت بڑا مقام ہے۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 108-109)

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء ۳ صفحہ ۴۷۹ عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ان ابتدائی صحابہ کی قربانیاں بہت زیادہ تھیں ان کا مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے متعلق فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے سرداروں کے سردار ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ عبدالرحمٰن آسمان میں بھی امین ہے اور زمین میں بھی امین ہے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزء ۲ صفحہ ۸۴۶ عبد الرحمٰن بن عوف دار الجیل بیروت)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک دفعہ اتنے سخت بیمار ہوئے کہ غشی طاری ہو گئی۔ ان کی اہلیہ کے منہ سے چیخ نکل گئی یعنی کافی بُری حالت ہو گئی تو اس غم کی حالت میں ان کی چیخ نکلی۔ بہرحال جب ان کو اس کے بعد صحت میں بہتری بھی آ گئی۔طبیعت میں جب ان کو افاقہ ہوا تو کہنے لگے کہ مجھے جب غشی طاری ہوئی تھی تو میرے پاس دو شخص آئے۔ اس وقت جو نظارہ میں نے دیکھا کہ اس حالت میں دو شخص آئے اور انہوں نے کہا چلو غالب امین ذات کے سامنے تمہارا فیصلہ کراتے ہیں۔تو ان دونوں کو ایک شخص اَور ملا، ایک تیسرا شخص ملا اور کہنے لگا اسے مت لے جاؤ کیونکہ یہ ماں کے پیٹ سے ہی سعادت مند ہے۔ یہ نظارہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اپنے بارے میں دیکھا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء ۴ صفحہ ۲۹۱ عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۵ء)

نَوْفَل بن اِیَاس ھُذَلِی کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عَوفؓ ہماری مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ وہ بہترین ساتھی تھے۔ ایک دن وہ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ غسل کر کے باہر آئے اور ہمارے پاس ایک برتن لائے جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ پھر پتا نہیں کیا ہوا کہ رونے لگے۔ ہم نے پوچھا ابومحمد! آپؓ کیوں رو رہے ہیں۔ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اہل خانہ جَو کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے یعنی جَو کی روٹی بھی پوری طرح نہیں ملتی تھی۔ پھر فرمایا کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ جس چیز کے لیے ہمیں تاخیر ملی وہ ہمارے لیے بہتر ہو۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء ۴ صفحہ ۲۹۱ عبد الرحمٰن بن عوف دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۵ء)

یعنی ہمیں جو اتنا عرصہ زندہ رہنے کا موقع ملا ہے یہ ہمارے لیے بہتر ہے یا کوئی ابتلا یا امتحان ہے۔ یہ تھے صحابہ کے جذبات۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کا خوف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والوں کے لیے جذبات کا اظہار۔ انہی جذبات کا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان سے تعلق نہیں تھا بلکہ صحابہ کے لیے بھی اس مثالی محبت کا یہ اظہار ہوتا تھا جو آپس میں صحابہ کو ایک دوسرے سے تھی۔ اسی ضمن میں ایک واقعہ آتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس ایک روز افطاری کے وقت کھانا لایا گیا۔ انواع و اقسام کے کھانے جب دستر خوان کی زینت بنے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ایک لقمہ اٹھایا۔مختلف قسم کے کھانے آئے اور ایک لقمہ اس میں سے آپؓ نے کھانے کے لیے اٹھایا۔ جب لقمہ منہ میں ڈالا تو رقت طاری ہو گئی اور یہ کہہ کر کھانے سے ہاتھ اٹھا لیے کہ مصعب بن عُمیرؓ احد میں شہید ہوئے۔ وہ ہم سے بہتر تھے۔ ان کی چادر کا ہی کفن پہنایا گیا۔یعنی کفن کے لیے کپڑا نہیں تھا تو جو چادر انہوں نے اوڑھی ہوئی تھی اسی کا کفن پہنایا گیا اور اس کفن کی کیا حالت تھی؟ اگر پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا، سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن کہنے لگے کہ حمزہؓ شہید ہوئے۔ وہ بھی مجھ سے بہتر تھے لیکن ہمیں مالی فراخی اور دنیاوی آسائش عطا کی گئی اور ہمیں اس سے حصہ وافر ملا۔ مجھے ڈر ہے کہ ہماری نیکیوں کا اجر ہمیں جلد اس دنیا میں مل گیا۔ اس کے بعد وہ رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔ یہ خوف تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خشیت تھی۔

(روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد دوم صفحہ 111-112)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آئے اور کہا کہ اے میری ماں! مجھے اندیشہ ہے کہ مال کی کثرت مجھے ہلاک نہ کر دے کیونکہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ انہوں نے جواب دیا بیٹا خرچ کرو یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو تو کوئی ہلاکت کا سوال نہیں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بعض ساتھی ایسے بھی ہوں گے کہ میری ان سے جدائی کے بعد وہ دوبارہ مجھے کبھی نہیں دیکھ سکیں گے یعنی بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ اس مقام پر نہیں پہنچ سکیں گے۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جب باہر نکلے تو راستے میں حضرت عمرؓ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو یہ بات بتائی تو حضرت عمرؓ خود حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپؓ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے بتائیے کہ کیا میں ان میں سے ہوں؟ یہ جو آپؓ نے بتایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے نہیں ملیں گے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ نہیں دیکھ سکیں گے مَیں ان میں سے ہوں؟ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا نہیں۔حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ نہیں آپؓ ان میں سے نہیں ہیں لیکن آپؓ کے بعد میں کسی کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکیں گے یا نہیں۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزء ۲ صفحہ ۸۴۸، ۸۴۹ عبد الرحمٰن بن عوف دار الجیل بیروت)

یعنی کسی کے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ آپؐ کو ضرور دیکھیں گے لیکن یہ بھی واضح ہو جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تو ان لوگوں میں سے ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے جن کو جنت کی بشارت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی لیکن پھر بھی ان لوگوں میں خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت اتنی تھی کہ ہر وقت فکر میں رہتے تھے اور حضرت ام سلمہؓ کی یہ بات سن کے بھی آپؓ نے فوراً بہت زیادہ صدقہ و خیرات کی۔

ایک روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ شام کی طرف نکلے یہاں تک کہ وہ سَرْغ مقام پر پہنچے۔ سَرْغ جو ہے وہ شام اور حجاز کے سرحدی علاقے میں واقع وادیٔ تبوک کی ایک بستی کا نام ہے جو مدینے سے تیرہ راتوں کی مسافت پر ہے۔یعنی اس وقت جو سواریوں کا انتظام تھا ان کے ساتھ تیرہ راتیں مسلسل چلتے رہیں تو اس کی اتنی مسافت تھی۔ وہاں پہنچے تو آپؓ کی ملاقات فوجوں کے کمانڈر حضرت ابو عُبَیدہ بن الُجرَّاحؓ اور ان کے ساتھیوں سے ہوئی۔ یہ واقعہ اٹھارہ ہجری میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں شام کی فتوحات کے بعد کا ہے۔ ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ شام کے ملک میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس مشورے کے لیے اولین مہاجرین کو بلاؤ۔ شروع کے جو مہاجرین ہیں ان کو بلاؤ۔ وہ کیا مشورہ دیتے ہیں۔حضرت عمرؓ نے ان سے مشورہ کیا مگر مہاجرین میں اختلاف رائے ہو گئی۔بعض کا کہنا تھا کہ اس معاملے سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے یعنی سفر جاری رکھنا چاہیے جبکہ بعض نے کہا کہ اس لشکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام شامل ہیں اور ان کو اس وبا میں ڈالنا مناسب نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ واپس چلا جائے۔حضرت عمرؓ نے مہاجرین کو بھجوا دیا اور پھر انصار کو مشورے کے لیے بلایا۔ ان سے مشورہ لیا مگر انصار کی رائے میں بھی مہاجرین کی طرح اختلاف ہو گیا۔ کچھ نے کہا واپس چلے جائیں اور کچھ نے کہا آگے چلیں۔حضرت عمرؓ نے انصار کو بھجوایا اور پھر فرمایا: قریش کے بوڑھے لوگوں کو بلاؤ۔قریش کے اُن بوڑھے لوگوں کو بلاؤ جو فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کر کے مدینہ آئے تھے۔ ان کو بلایا گیا انہوں نے یک زبان ہو کر مشورہ دیا کہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ چلیں۔ کوئی ضرورت نہیں۔ وہاں وبا پھوٹی ہوئی ہے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے اور وبائی علاقے میں لوگوں کو نہ لے کر جائیں۔حضرت عمرؓ نے ان کا مشورہ مان کے لوگوں میں واپسی کا اعلان کروا

دیا۔حضرت ابوعُبیدہ بن جَرَّاحؓ نے اس موقع پر سوال کیا ’کیا اللہ کی تقدیر سے فرار ممکن ہے؟‘ آپؓ اس وبا کے ڈر سے واپس جا رہے ہیں تو یہ تو اللہ کی تقدیر ہے، بیماری پھیلی ہوئی ہے کیا آپؓ اس سے فرار ہو سکتے ہیں۔حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ! کاش تمہارے علاوہ کسی اَور نے یہ بات کہی ہوتی۔ہاں ہم اللہ کی ایک تقدیر سے فرار ہوتے ہوئے اللہ ہی کی ایک دوسری تقدیر کی طرف جاتے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے آگے ان کو اس کی مثال دی کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کیا ہے۔مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ان کو لے کر ایسی وادی میں اترو جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز ہو اور دوسرا خشک تو کیا ایسا نہیں کہ اگر تم اپنے اونٹوں کو سرسبز جگہ پر چراؤ تو وہ اللہ کی تقدیر سے ہے اور اگر تم ان کو خشک جگہ پر چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہے۔ اب اللہ کی تقدیر نے تمہارے اوپر دو آپشن دے دیے ہیں ایک سبز چراگاہ ہے ایک جہاں بالکل خشک جگہ ہے، بنجر ہے، اکادکا جھاڑیاں ہیں یا تھوڑا بہت گھاس ہے۔ اب تم کہہ دو کہ یہ سبزہ اپنی تقدیر سے اگا ہے اور یہ جو خشکی ہے وہ کسی اور تقدیر سے ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی تقدیریں ہیں۔ اب تم نے فیصلہ کرنا ہے۔کون سی بہتر آپشن لینی ہے۔ ظاہر ہے تم سرسبز جگہ پر چراؤ گے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ان کو یہ باتیں کہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی آگئے جو پہلے اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس اس مسئلے کا علم ہے۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا آپ لوگوں سے مشورہ لے رہے ہیں میں بتاتا ہوں مجھے اس کا علم ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں کوئی وبا پھوٹ پڑی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر کوئی مرض کسی ایسی جگہ پر پھوٹ پڑے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے فرار ہوتے ہوئے باہر مت نکلو۔ جہاں وبا پھوٹ پڑی ہے وہاں جانا نہیں اور جس علاقے میں رہتے ہو وہاں وبا ہے تو پھر وہاں سے اس وقت باہر نہ نکلو اور اپنے آپ کو وہیں رکھو تاکہ وہ مرض اور وبا جو ہے وہ باہر دوسرے لوگوں میں نہ پھیلے۔

آج کل لاک ڈاؤن میں دنیا اس پر جو عمل کر رہی ہے جنہوں نے وقت پہ کیا وہاں کافی حد تک اس کو محدود کر لیا۔ بیماری کو contain کر لیا۔ جہاں نہیں کر سکے اور لاپروائی کی وہاں یہ پھیلتی جا رہی ہے۔ بہرحال یہ بنیادی نکتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں اپنے صحابہ کو بتا دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور واپس لَوٹ گئے۔

(صحیح بخاری کتاب الطب باب ما یُذکر فی الطاعون حدیث نمبر ۵۷۲۹)

حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمَہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ جب صحیح حالت میں تھے تو آپ سے درخواست کی جاتی کہ آپؓ کسی کو خلیفہ مقرر فرما دیں لیکن آپؓ انکار فرماتے۔ پھر ایک روز آپؓ منبر پر تشریف لائے اور چند باتیں کہیں اور فرمایا: اگر میں مر جاؤں تو تمہارا معاملہ ان چھ افراد کے ذمے ہو گا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں چھوڑا ہے جبکہ آپؐ ان سب سے راضی تھے۔حضرت علی بن ابوطالبؓ اور آپؓ کے نظیر حضرت زُبیر بن العوامؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور آپؓ کے نظیر حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت طلحہ بن عُبَیداللہؓ اور آپؓ کے نظیر حضرت سعد بن مالکؓ۔فرمایا خبردار! مَیں تم سب کو فیصلہ کرنے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور تقسیم میں انصاف اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ ابوجعفرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے شوریٰ کے اراکین سے کہا کہ اپنے معاملے میں آپس میں مشورہ کرو پھر اگر دو دو ہوں تو پھر دوبارہ مشورہ کرو اور اگر چار اور دو ہوں تو اکثریت کی تعداد کو اختیار کرو۔ زید بن اسلم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تین اور تین کی رائے متفق ہو جائے تو جس طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہوں گے اس طرف کے لوگوں کی سنو اور اطاعت کرو۔

عبدالرحمٰن بن سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے تو آپؓ نے فرمایا: صہیبؓ تم لوگوں کو نماز پڑھائیں گے یعنی حضرت صہیبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا اور یہ بات آپؓ نے تین مرتبہ کہی۔ اپنے اس معاملے میں مشاورت کرو اور یہ معاملہ ان چھ افراد کے سپرد ہے۔ جو شخص تمہارے حکم میں تردّد کرے یعنی جو تمہاری مخالفت کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔ اگلا حکم جو ہے جب ضرورت پڑے، جب انتخاب خلافت ہو تو ان چھ افراد پر ہو گا۔ اس وقت تک حضرت صہیبؓ جو ہیں وہ امامت کرواتے رہیں گے۔حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے کچھ گھڑی قبل حضرت ابوطلحہ کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا اے ابوطلحہؓ! تم اپنی قوم انصار میں سے پچاس افراد کو لے کر ان اصحابِ شوریٰ کے پاس چلے جاؤ اور انہیں تین دن تک نہ چھوڑنا یہاں تک کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر نہ منتخب کر لیں۔ اے اللہ! تُو ان پر میرا خلیفہ ہے۔

اسحاق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کچھ دیر حضرت عمرؓ کی قبر پر رکے۔ پھر اس کے بعد اصحابِ شوریٰ کے ساتھ رہے۔ پھر جب ان اصحابِ شوریٰ نے اپنا معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد کر دیا کہ وہ اختیار رکھتے ہیں کہ جس کو بھی امیر مقرر کر دیں تو حضرت ابوطلحہؓ اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت تک حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے گھر کے دروازے پر رہے جب تک کہ حضرت عثمانؓ کی بیعت نہ کی گئی۔

حضرت سلمہ بن ابوسلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔ پھر اس کے بعد حضرت علیؓ نے۔حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام عمر بن عُمَیرَہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی۔ پھر اس کے بعد سب لوگوں نے بیعت کی۔

(الطبقات الکبریٰ جزء ۳ صفحہ ۴۴ تا ۴۶ ذکر الشوریٰ وما کان من امرھم، ذکر بیعۃ عثمان...، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۰ء)

بخاری کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نماز کے شروع میں ہی جب آپ نے اللہ اکبر کہا اور پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے قاتلانہ حملہ ہوا تو اس وقت زخمی حالت میں حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر امامت کے لیے آگے کر دیا، وہ قریب تھے اور اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے مختصر نماز پڑھائی۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان بن عفان حدیث ۳۷۰۰)

حضرت مصلح موعودؓ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے انتخاب کے موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا کردار بیان کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں۔ پہلے دو روایتیں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک جگہ صرف یہ اختلاف ہے۔ باقی تو وہی باتیں ہیں۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب زخمی ہوئے اور آپؓ نے محسوس کیا کہ اب آپؓ کا آخری وقت قریب ہے تو آپؓ نے چھ آدمیوں کے متعلق وصیت کی کہ وہ اپنے میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کر لیں۔ وہ چھ آدمی یہ تھے۔حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی آپؓ نے اس مشورے میں شریک کرنے کے لیے مقرر فرمایا مگر خلافت کا حقدار قرار نہ دیا اور وصیت کی کہ یہ سب لوگ تین دن میں فیصلہ کریں اور تین دن کے لیے حضرت صہیبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا اور مشورہ کی نگرانی مِقداد بن اسودؓ کے سپرد کی اور انہیں ہدایت کی کہ وہ سب کو ایک جگہ جمع کر کے فیصلہ کرنے پر مجبور کریں اور خود تلوار لے کر دروازے پر پہرہ دیتے رہیں۔

پچھلی روایتوں میں حضرت طلحہؓ کا ذکر آ رہا ہے لیکن آپؓ نے مختلف جگہ سے اپنا جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ مقداد بن اسود کے سپرد پہرہ کیا گیا تھا جب تک انتخاب خلافت ہو رہا ہے اور فرمایا کہ جس پر کثرت رائے سے اتفاق ہو سب لوگ اس کی بیعت کریں اور اگر کوئی انکار کرے تو اسے قتل کر دو لیکن اگر دونوں طرف تین تین ہو جائیں تو عبداللہ بن عمرؓ ان میں سے جس کو تجویز کریں وہ خلیفہ ہو۔ اگر اس فیصلے پر راضی نہ ہوں تو جس طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہوں وہ خلیفہ ہو۔حضرت مصلح موعودؓ کے مطابق حضرت طلحہؓ اس وقت مدینہ میں نہیں تھے۔ اس لیے پانچ افراد تھے۔ پانچوں اصحاب نے مشورہ کیا مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ آخر پانچ افراد نے مشورہ کیا۔حضرت طلحہؓ کے علاوہ جو باقی پانچ افراد تھے انہوں نے مشورہ کیا۔ کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ بہت لمبی بحث کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا اچھا جو شخص اپنا نام واپس لینا چاہتا ہے وہ بولے۔ جب سب خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ سب سے پہلے میں اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ پھر حضرت عثمانؓ نے کہا۔ پھر باقی دو نے۔حضرت علیؓ خاموش رہے۔ آخر انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے عہد لیا کہ وہ فیصلہ کرنے میں کوئی رعایت نہیں کریں گے۔ انہوں نے عہد کیا اور سب کام ان کے سپرد ہو گیا۔یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو بھی فیصلہ کریں گے۔ کوئی رعایت نہیں، طرفداری نہیں ہو گی۔ جب عہد ہو گیا تو سارا کام حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد ہو گیا۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تین دن مدینے کے ہر گھر گئے اور مردوں اور عورتوں سے پوچھا کہ ان کی رائے کس شخص کی خلافت کے حق میں ہے۔ سب نے یہی کہا کہ انہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت منظور ہے چنانچہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں اپنا فیصلہ دے دیا اور وہ خلیفہ ہو گئے۔

(ماخوذ از خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 484-485)

اس مضمون کی ایک اَور روایت بھی ہے۔ وہ کافی لمبی ہے۔ باقی حصہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ذکر میں آئندہ بیان ہو گا تو اس کی ضرورت ہوئی تو وہ بھی بعد میں علیحدہ بیان ہو جائے گی ان شاء اللہ۔ یا ہو سکتا ہے کہ وہ لمبی روایت جو میرے خیال میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ضمن میں ہے یا حضرت عمرؓ کی زندگی کے بارے میں ہے تو وہ وہاں بھی بیان ہو سکتی ہے۔ بہرحال اس کے باوجود بھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی زندگی کے واقعات کا، ان کی نیکیوں کا، ان کی سیرت کا کچھ حصہ ہے۔ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبے میں بیان ہو گا۔

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

URGENT VACANCY

Full Time Position in Markaz IT Department, UK

Software Developer

JOB DESCRIPTION:

Markaz IT, UK is looking for an enthusiastic, hardworking and ambitious individual with the following professional skills:

- Minimum Bachelor's Degree in Computer Science / Certification **OR** 1-year experience in the field.
- Working knowledge of MS Visual Studio. Net Framework
- Command on MS SQL & MY SQL Database Administration

OTHER SKILLS REQUIRED:

- Can demonstrate confidence, have a positive, structured approach to problem solving and have the ability to communicate effectively
- Have an ability to work with tight deadlines
- Excellent troubleshooting skills
- Strong attention to detail
- Good decision making skills
- Have an ability to support other members of the team to achieve common goals

This is an urgent vacancy so please apply with your CV and Covering Letter:

ADDRESS:

Head of Central IT

Markaz IT Department, UK

Tahir House, 22 Deer Park Road, London, SW19 3TL

Or email: cv@alshirkat.org

نبوت کے فیوض کو خلافت کے ذریعہ دوام حاصل ہوتا ہے

(رقم فرمودہ حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا)

رسالہ الفرقان (قادیان) کا مارچ 1943ء میں خلافت نمبر شائع ہوا تھا۔ اس وقت حضرت ام المومنینؓ نے جو پیغام جماعت احمدیہ کے نام دیا تھا اور جو اس خاص نمبر میں شائع ہوا تھا ہم اسے ذیل میں پھر سے شائع کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ پیغام ایک دائمی صداقت پر مشتمل ہے۔

(ایڈیٹر)

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ ''الفرقان'' کا ایک خلافت نمبر شائع ہو رہا ہے اور مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ اس موقع پر میں بھی جماعت کے نام کوئی پیغام دوں۔ اس کے جواب میں مَیں اپنی پیاری جماعت سے صرف اس قدر کہنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے اور اسے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کی تکمیل اور مضبوطی کا واسطہ بنایا ہے۔ پس اس کی قدر کرو۔ کیونکہ یہی چیز ہے جس کے ذریعہ آپ لوگ نبوت کے انعاموں کو اپنے لئے لمبا دائمی بنا سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے موجودہ خلیفہ اور میرے پیارے بچے محمود اور اس کے بھائیوں اور بہنوں اور اس کی اولاد کے لئے خاص طور پر دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں کو لمبا کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت دین کی توفیق دے کہ اسی میں میری ساری خوشی ہے۔

والسلام

فقط ام محمود

قادیان

14-03-1943

(ماہنامہ الفرقان مئی 1967ء)

طلوع وغروب آفتاب

غروب آفتاب	طلوع فجر	13 جولائی 2020ء
19:06	04:20	مکہ مکرمہ
19:13	04:12	مدینہ منورہ
19:36	03:55	قادیان
19:16	03:35	ربوہ
21:14	03:34	اسلام آباد ٹلفورڈ

آج کی دعا

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ، لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ،
لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات)

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمتوں والا اور بڑا ہی بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عرش کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کہ آسمان و زمین کا رب ہے''۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بے قراری اور پریشانی کے وقت کی دعا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مصیبت کے عالم میں یہ دعا کرتے۔

پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22 مئی 2020 کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو یہ دعا پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)